﴾مقدس اور بڑی راتوں کے فضائل پر مختصر اور جامع کتاب﴿

مبارک راتیں

* شب براۃ * شب قدر * شب عاشورہ
* شب میلاد النبی ﷺ * شب معراج شریف
* شب عیدین * ذی الحجہ کی دس راتیں

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی

مصلح الدین پبلی کیشنز کراچی

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (الذاریات:۵۶)

ترجمہ کنزالایمان: یعنی جنوں اور انسانوں کی تخلیق (پیدائش) کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔

عبادت فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات پر مشتمل ہیں۔ عبادت اگرچہ ہر وقت عبادت ہی ہے لیکن بعض اوقات عبادت کیلئے ممنوع بھی ہیں۔ مثال کے طور پر عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایامِ تشریق (بقر عید کے بعد کے تین دن) میں روزہ رکھنا منع ہے اور اسی طرح طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب اور زوال (ضحویٰ کبریٰ) کے وقت نماز ادا کرنا منع ہے۔ اسی طرح بعض اوقات اور بعض مکان کی شرافت اور برکت سے بھی عبادت میں خصوصی کمال پیدا ہو جاتا ہے۔

ایک حدیثِ پاک اور اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد دیکھنے سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الاوقاۃ اللہ فتنۃ القبر (رواہ احمد والترمذی۔ مشکوٰۃ باب الجمعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ جس کی موت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات آئے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (اسی طرح قبر کے سوال و جواب سے محفوظ رہتا ہے۔)

و ھذا یدل علی ان شرف الزمان لہ تاثیر عظیم کما ان افضل المکان لہ اثر جسیم

یہ حدیثِ پاک اس پر دلالت کر رہی ہے کہ زمانہ کی شرافت و برکت کو عظیم تاثیر حاصل ہے جیسا کہ مکان کی فضیلت کو بہت بڑا اثر حاصل ہے۔ (مرقاۃ، جلد ۳ صفحہ ۲۷۲)

اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے عالم و حکیم، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ الشاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے مختصر اور جامع کتاب مبارک ساعات کے ذکر میں اور ان میں خصوصی عبادات اور عبادات پر خاص اجر و ثواب کے ذکر میں ترتیب دی تا کہ لوگ بے راہ روی اور بے دینی (گمراہی) سے ہٹ کر دین کی طرف توجہ کریں اور عبادات کے ذریعے اپنی نجات کا سامان پیدا کریں۔ موجودہ دور میں شیطان کا مکر و فریب (دھوکا) زور و شور پر ہے۔ کہیں عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مختلف طریقوں سے جال پھیلائے جا رہے ہیں۔ کہیں فرقہ واریت کی ڈھونگ رچا کر دیندار طبقے کو موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔

کہیں قرآن وحدیث، فقہ، اصول فقہ، صرف نحو، منطق وفلسفہ، علم کلام، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم ادب، علم مناظرہ، علم میراث، اصول حدیث، اصول قرآن، علم نظم، علم ہیئت پڑھنے والے حضرات کو جاہل کہا جارہا ہے۔

اسلام کا نام لینے والوں اور اس کی تبلیغ کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے۔ ایسے وقت میں اور زیادہ ضرورت ہے کہ ربّ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔ خاص اوقات میں خصوصی عبادات، خصوصی اذکار اور خصوصی دعائیں کی جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان اور اس کے گروہ اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں اور اُن کے آلہ کاروں سے نجات دے اور مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کا ساتھ دینے والوں کو تباہ و برباد کردے۔

اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب کی عمر اور علم وعمل میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔ آپ گوناگوں مصروفیات اور مسلسل اعصاب شکن کاموں میں مشغول ہونے کے باوجود تحریر کا کام کررہے ہیں۔ واقعی یہ بہت مشکل کام ہے لیکن مسلمانوں کی راہنمائی کیلئے بھی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ زیرِ نظر کتاب سے لوگوں کو فائدہ حاصل کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مفتی قاضی عبدالرزاق چشتی بھترالوی

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

ترجمہ کنزالایمان: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے، ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں۔ یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ (التوبہ: ۳۶/۹)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم فرمایا ہے اور ان چار مہینوں کو حرمت والا بنایا ہے۔ رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم الحرام۔ ان میں ہر طرح کا فتنہ فساد اور ظلم وگناہ ممنوع ہے۔ اگرچہ ظلم وگناہ ہر مہینہ میں جرم اور مذموم ہے لیکن ان حرمت والے مہینوں میں بہت زیادہ برا ہے کیونکہ یہ مہینے برکت وعظمت والے ہیں۔ جس طرح فضیلت و برکت والے ایام اور اوقات میں نیکی کا ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح ان اوقات میں گناہ کی سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ گناہ کرنے والا ان بابرکت ایام کی برکتوں سے محروم رہتا ہے نیز اس کی بے حرمتی اور ناقدری کا مرتکب بھی قرار پاتا ہے۔

اگرچہ ہر دن اور ہر رات اپنی جگہ محترم اور فضیلت والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض راتوں اور ایام کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے علمائے کرام نے ان بابرکت اور فضیلت والی راتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کو عبادت کیساتھ زندہ رکھنا یعنی ان میں شب بیداری کرنا مستحب اور مستحسن ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔۹۷۵ھ) فرماتے ہیں، مستحب اُمور میں سے رمضان کی آخری دس راتوں میں، ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں اور شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرنا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور ان احادیث کا ذکر 'ترغیب وترہیب' میں تفصیل سے آچکا ہے۔ (بحرالرائق، جلد۲ صفحہ۵۲)

علامہ علاؤ الدین الحصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں، عیدین کی راتوں میں، شعبان کی پندرہویں رات میں، رمضان کے آخری عشرے میں اور ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی راتوں میں شب بیداری کرنا مستحب ہے۔ (درالمختار، ردالمحتار، ج۲ ص۲۴)

غنیۃ الطالبین میں مذکورہ بالا راتوں کے علاوہ مبارک راتوں میں محرم کی پہلی رات، عاشورہ کی رات، رجب کی پہلی رات اور ستائیسویں رات یعنی شبِ معراج بھی مذکور ہیں۔

جبکہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔۱۰۵۲ھ) نے اپنی معروف کتاب 'ماثبت من السنۃ' میں جن مبارک راتوں کا ذکر فرمایا ہے، ان میں شبِ عاشورہ، شبِ میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، شبِ معراج، شبِ برأت، شبِ قدر اور عشرہ ذی الحجہ کی راتیں شامل ہیں۔

شب بیداری کی فضیلت

☆ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، رات کے آخری تہائی حصہ کے وسط میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہوتا ہے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو ان خاص بندوں میں ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۶۲)

☆ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن سب لوگ ایک وسیع و عریض میدان میں جمع کیے جائیں گے پھر یہ ندا ہوگی' کہاں ہیں وہ بندے جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رہتے تھے (یعنی وہ بستر چھوڑ کر تہجد پڑھتے تھے) پس ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی پھر حکمِ الٰہی سے وہ بغیر حساب جنت میں چلے جائیں گے اور اس کے بعد دیگر لوگوں کا حساب ہوگا۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۱۶۹)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، تم رات میں اُٹھنا لازم کر لو کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے اور تمہیں ربِّ کریم کے قریب کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ تمہارے گناہوں کو مٹانے والا اور تمہیں آئندہ گناہوں سے بچانے والا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۲۶)

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو رات میں اُٹھ کر خود نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی اُٹھائے تا کہ وہ بھی نماز پڑھے اگر وہ اُٹھنے کیلئے تیار نہ ہو تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحمت فرمائے جو رات میں اُٹھ کر خود بھی نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے۔ اگر وہ اُٹھنے کیلئے تیار نہ ہو تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۶۲)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، میری اُمت کے بہترین لوگ قرآن اُٹھانے والے (یعنی حافظ و عالمِ باعمل) اور راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۶۴)

☆ محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر رات جب آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے تو ہمارا ربّ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی جانب نزولِ رحمت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تا کہ میں اسے عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تا کہ میں اس کو بخش دوں۔

☆ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، رات میں ایک ساعت ایسی مبارک ہے کہ جو مسلمان اسے پالے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ مبارک ساعت ہر شب میں ہوتی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۶۱)

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر دعا کرنا بے حد محبوب ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا شب بیداری کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

شب، دن سے افضل ہے

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات دن سے افضل ہے۔اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کا نزول لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر رات میں ہوا ہے نہ کہ دن میں ۔دوسری وجہ یہ ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر معراج رات میں کرایا گیا نہ کہ دن میں۔ سوم یہ کہ رات آرام وسکون اور نیند کی لذت پانے کا وقت ہے جبکہ دن کسب معاش کیلئے مشقت اُٹھانے کا وقت ہے۔ چہارم یہ کہ راتوں میں تو ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے مگر دِنوں میں کوئی دن ایسا نہیں جو ہزار مہینوں سے افضل ہو۔پنجم یہ کہ اللہ کی تجلیات کا ظہور اور برکات کا نزول اکثر رات کو ہی ہوتا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۶ اور ۷ میں بیان ہوا۔

چنانچہ دن میں دعا کی قبولیت کی ساعت احادیثِ کریمہ کے مطابق ہفتے میں صرف ایک بار یعنی جمعہ کے دن آتی ہے اور وہ بھی ہم سے پوشیدہ رکھی گئی ہے جبکہ رات میں قبولیت کی ساعت روزانہ آتی ہے اور صرف ایک ساعت نہیں بلکہ کئی ساعتیں ہر رات میں قبولیت کی ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صالحین ہر شب کے آخری حصہ میں عبادت ودعا میں مشغول رہتے ہیں۔کسی نے خوب کہا ؎

﴿ جو شب کی قدر نہ جانے وہ شبِ قدر کی کیا قدر کرے گا ﴾

جمعہ کی شب کی بھی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔اس کے باوجود اکثر لوگ اس کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق شبِ جمعہ میں کی جانے والی دعا رد نہیں کی جاتی۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ص ۳۴۲)

ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا، جمعہ کی رات روشن رات ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۱ص ۲۹۲)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ جمعہ کی ایک فضیلت یہ بیان فرمائی، جمعہ کی رات یا دن میں مرنے والے مسلمان کو اللہ تعالیٰ قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۱ص ۲۹۲)

ان احادیثِ مبارکہ کے پیشِ نظر مسلمانوں کو شبِ جمعہ میں رضائے الٰہی کی خاطر عبادات کا خاص اہتمام کرنا چاہئے مگر حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس پُرفتن دور میں کوتاہ ہمت لوگوں کیلئے یہ بھی غنیمت ہے کہ وہ بعض بابرکت اور فضیلت والی راتوں میں ہی صحیح طور پر عبادت کر کے اپنی مغفرت ونجات کا سامان کرلیں۔ اس خیال کے تحت احادیثِ کریمہ کی روشنی میں مذکورہ بابرکت راتوں کے فضائل تحریر کئے جا رہے ہیں تاکہ شمعِ رسالت کے پروانوں میں ان مبارک راتوں کے ذریعے شب بیداری کا جذبہ پیدا ہو۔

شب عاشورہ

ماہِ محرم الحرام کے دسویں دن کو یومِ عاشورہ کہا جاتا ہے یہ دن اور اس کی رات بہت فضیلت و عظمت والی ہیں۔

اس دن کو عاشورہ اس لئے کہتے ہیں یہ محرم کا دسواں دن ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو جو اعزازات عطا فرمائے ان میں سے یہ دسواں اعزاز ہے۔ ان اعزازات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

☆ پہلا اعزاز ماہِ رجب ہے۔ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اسے تمام مہینوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے یہ اُمت دوسری اُمتوں سے افضل ہے۔

☆ دوسرا اعزاز ماہِ شعبان ہے۔ اس مہینہ کو دوسرے مہینوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔

☆ تیسرا اعزاز ماہِ رمضان المبارک ہے۔ اس مہینہ کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ مخلوق سے افضل ہے۔

☆ چوتھا اعزاز شبِ قدر ہے جو کہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

☆ پانچواں اعزاز عید الفطر ہے اور یہ روزوں کی جزا کا دن ہے۔

☆ چھٹا اعزاز ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔

☆ ساتواں اعزاز عرفہ کا دن ہے اس دن روزہ رکھنا دو سالوں کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

☆ آٹھواں اعزاز قربانی کا دن ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار ہے۔

☆ نواں اعزاز جمعہ کا دن ہے جو کہ تمام دِنوں کا سردار ہے۔

☆ دسواں اعزاز عاشورہ کا دن ہے اور اس کا روزہ ایک سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

ان تمام دِنوں کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ اعزازات اس اُمت کو عطا فرمائے تا کہ یہ مقدس ایام اس اُمت کے گناہوں کا کفارہ ہوجائیں اور یہ اُمت خطاؤں سے پاک ہوجائے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۳۴)

انبیائے کرام علیہم السلام کے اعزازات

بعض علماء فرماتے ہیں، دس محرم کو عاشورہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن دس انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اعزازت عطا فرمائے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔

☆ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پر اُٹھایا گیا۔

☆ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری۔

☆ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا اور اسی دن انہیں نمرود کی آگ سے بچایا۔

☆ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی ان کو لوٹائی۔

☆ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفاء عطا فرمائی۔

☆ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں راستہ دیا گیا اور فرعون غرق ہوا۔

☆ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی۔

☆ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا۔

☆ اسی دن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور تخلیق کیا گیا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۳۴)

یومِ عاشورہ کے حوالے سے ایک اور اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ اسی دن نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزیدی افواج نے کربلا میں بھوکے پیاسے شہید کر دیا۔

عاشورہ کا روزہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ عظمت والا دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دی۔ ادائے شکر کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا۔ اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری نسبت ہم موسیٰ علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۴۶)

انہی سے مروی ہے، جب آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس دن کی تو یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر آئندہ سال حیات (ظاہری) باقی رہی تو نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۴۲)

یہ ۱۰ ھ کا واقعہ ہے۔ اگلے سال رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمالیا۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے پر کوئی انعام ہوا ہو، اس دن شکرِ الٰہی بجا لانا اور اس دن کی یادگار قائم کرنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھی۔ یہاں تک کہ اگر بالفرض اس میں کفار کے ساتھ مشابہت کا احتمال ہو تو بھی اس فعل کو ترک نہ کیا جائے بلکہ کفار کی مخالفت کی کوئی اور صورت پیدا کی جائے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کا روزہ (عاشورہ کا روزہ) اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۴۱)

غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُمید ہے کہ وہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے والے کیلئے اس روزہ کو پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۴۳)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں عاشورہ کے دن کے روزہ کا حکم فرماتے۔ ترغیب دلاتے اور ہماری نگرانی بھی فرماتے تھے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۴۶)

شب عاشورہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص عاشورہ کی رات عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے، اسے موت کے وقت تکلیف کا احساس تک نہ ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص عاشورہ کی رات کو عبادت کے ذریعے زندہ رکھے (یعنی شب بیداری کرے) تو جب تک چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بھلائی پر زندہ رکھے گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۳۴)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا ہے اور فرض نمازوں کے بعد عاشورہ کی رات میں نفل پڑھنا افضل ہے۔ (ایضاً)

عاشورہ اور صدقہ

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے میں وسعت کرے اور انہیں خوب کھلائے پلائے تو اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال رِزق میں وسعت و کشادگی فرما دیتا ہے۔ (فضائل الاوقات لطبرانی، شعب الایمان للبیہقی، ماثبت من السنہ، صفحہ ۲۳)

امام ابن حبان کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔ امام بیہقی نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ یہی حدیث دار قطنی میں جید سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق موقوف بیان ہوئی ہے۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ ۲۳)

اس حدیث کے متعلق حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہم پچاس سال سے اس کا تجربہ کر رہے ہیں اور ہم وسعت اور کشادگی بھی دیکھ رہے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۳۴)

یومِ عاشورہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت عظام خصوصاً امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے کربلا کی ارواحِ مبارکہ کو ایصالِ ثواب کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ اسی لئے مسلمان عموماً اس روز قرآن خوانی کرتے ہیں۔ آیات و احادیث کی روشنی میں شہادت کی فضیلت اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے اور سنتے ہیں۔ پھر شربت، کھچڑا اور دیگر طعام پر فاتحہ پڑھ کر ان نفوسِ قدسیہ کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ یہ سب اُمور جائز و مستحب ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں، خبردار! روافض کی بدعتوں میں شامل نہ ہونا، گریہ زاری، آہ و بکا، سینہ کوبی، نوحہ، ماتم، غم والم کے ظاہری اظہار (جیسے سیاہ لباس وغیرہ) میں مشغول نہ ہو جانا۔ کیونکہ ان کاموں کا مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ ۲۰)

شب میلاد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ارشادِ باری تعالٰی ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں اللہ کے دن یاد دِلا۔ (سورۂ ابراہیم:۵/۱۴)

سیّد المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک 'ایام اللہ' سے مراد وہ دن ہیں جن میں ربّ تعالٰی کی کسی نعمت کا نزول ہوا ہو۔ صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ فرماتے ہیں، ان ایام میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں۔ ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان)

بلاشبہ اللہ تعالٰی کی سب سے بڑی نعمت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہے۔

ارشادِ باری تعالٰی ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ تعالٰی کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔
(آلِ عمران:۱۶۴/۳)

آقا و مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو وہ عظیم نعمت ہیں کہ جن کے ملنے پر ربّ تعالٰی نے خوشیاں منانے کا بھی حکم فرمایا۔

ارشاد ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: اے حبیب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! تم فرماؤ (یہ) اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت (ہے)
اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ (خوشی منانا) ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔ (یونس:۵۸/۱۰)

ایک اور مقام پر نعمت کا چرچا کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے ربّ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (الضحٰی:۱۱/۹۳)

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منانا لوگوں کو اللہ تعالٰی کے دن یاد دلانا بھی ہے۔ اس کی نعمتِ عظمٰی کا چرچا کرنا بھی اور اس نعمت کے ملنے کی خوشی منانا بھی۔

تاریخ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صحابہ کرام، تابعین عظام اور جمہور علمائے اُمت کے نزدیک سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن صبح صادق کے وقت ہوئی۔ امام بخاری کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہ (م۔۲۳۵ھ) صحیح اسناد کیساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت عالم الفیل میں بروز پیر بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

امام محمد بن اسحاق (م۔۱۵۰ھ)، محدث ابن جوزی (م۔۵۹۷ھ)، حافظ ابن کثیر (م۔۷۷۴ھ) اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس قول کی تائید فرمائی ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔۱۰۵۲) فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل مشہور ہے۔ اہل مکہ کا عمل یہی ہے کہ وہ اس تاریخ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقامِ ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں، تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ (ماثبت من السنہ ۸۱)

افضیلت شب میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ سب دِنوں میں کون سا دن افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، پیر کا دن سب دنوں میں افضل ہے۔ عرض کیا گیا حدیث شریف میں تو جمعہ کو افضل دن قرار دیا گیا ہے پھر آپ پیر کے دن کو افضل کیوں کہہ رہے ہیں؟ فرمایا، جمعہ تو وہ دن ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ہمیں ملا ہے اور پیر وہ دن ہے جس دن مصطفٰے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں ملے ہیں اس لئے پیر کا دن افضل ترین دن ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات یقیناً شبِ قدر سے افضل ہے کیونکہ میلاد کی رات خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شبِ قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کی ہوئی شب ہے۔ ظاہر ہے کہ جس رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے۔ شبِ قدر کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں جبکہ شبِ میلاد کا اعزاز یہ ہے کہ اس میں محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔ اس لئے بھی شبِ میلاد شبِ قدر سے افضل ہے۔ شبِ میلاد کے شبِ قدر سے افضل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ شبِ قدر کی فضیلت و بزرگی صرف اُمتِ محمدیہ کیلئے ہے۔ جبکہ شبِ میلاد میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضل و احسان فرمایا اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ ۸۴)

یہ فقیر عرض کرتا ہے، شبِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبِ قدر سے اس لئے بھی افضل ہے کہ شبِ قدر میں قرآن نازل ہوا اور شبِ میلاد میں صاحبِ قرآن خود تشریف لائے تو جس شب میں صاحبِ قرآن آئے وہ یقیناً شبِ قدر سے افضل ہے۔

کیونکہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت نہ ہوتی' تو نہ قرآن نازل ہوتا اور نہ ہی شبِ قدر عطا کی جاتی۔

یہ سب نعمتیں صدقہ ہیں نورِ مجسم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود کا۔

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتیں

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ثُوَیْبَہ ابولہب کی لونڈی تھی جسے اس نے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشی میں) آزاد کردیا تھا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ بھی پلایا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بہت بری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا، مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا تم سے جدا ہوکر میں نے کوئی راحت نہیں پائی، سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں کیونکہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ (بخاری، ج ۲ ص ۷۶۴)

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، ابولہب نے کہا کہ ہر پیر کی رات محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ولادت کی خوشخبری دینے پر میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور میری اُنگلیوں سے کچھ پانی نکلتا ہے کیونکہ ان انگلیوں کے اشارے سے میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ (ماثبت من السنہ)

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، امام ابن جزری کا ارشاد ہے، شبِ میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے حالانکہ ابولہب کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مومن اُمتی کا کیا حال ہوگا جو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے سبب اپنی استطاعت کے مطابق مال خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(مواہب الدنیہ، ج ۱ ص ۲۷)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کی محافل کا سلسلہ کب سے جاری ہے اور اس کی کیا کیا برکتیں ہیں؟ ان دو سوالوں کے حوالے سے شارح بخاری علامہ قسطلانی (م۔۹۱۱ھ) فرماتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کے مہینے میں مسلمان ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ خوشی کے ساتھ کھانا پکوانا، دعوتیں دینا، ان راتوں میں انواع اقسام کی خیرات کرنا اور خوشی و فرحت ظاہر کرنا ان کا معمول رہا ہے۔ وہ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں اور آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے کرنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ ان افعالِ حسنہ کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا نزول ہوتا رہا ہے۔ محفل میلاد شریف کے خواص میں یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے کہ محفل میلاد منعقد کرنے سے میلاد کرنے والے سال بھر تک اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہتے ہیں اور ہر حاجت و مراد پوری ہونے کی خوشی انہیں جلد نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل کرتا ہے جو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر رات کو عید مناتے ہیں تاکہ یہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ترین مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں (عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے) عداوت اور نفاق کی بیماری ہے۔

یہی مضمون شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے 'ماثبت من السنۃ' کے صفحہ ۸۵ پر بیان فرمایا ہے۔ اس مضمون سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ماہِ ربیع النور میں محافل میلاد کا سلسلہ ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔ نیز خوشی و مسرت کا اظہار اور میلاد شریف کرنے کا اہتمام مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔ اس کی برکتوں سے امن و سکون کی نعمت ملتی ہے اور حاجات جلد پوری ہوتی ہیں۔ ایک اور ایمان افروز بات یہ واضح ہوتی ہے کہ ماہِ میلاد کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق ہو جاتے ہیں اور یہ عید منکرین عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور منافقوں کیلئے سخت مصیبت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف محبت اور ذوق و شوق کے ساتھ مناتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شبِ معراج

ماہِ رجب کی ستائیسویں شب میں آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کرائی۔ اسی نسبت سے اس رات کو 'شبِ معراج' کہتے ہیں۔ یہ نہایت مبارک اور مقدس رات ہے۔

واقعہ معراج اختصار کے ساتھ یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شب حطیم میں آرام فرما تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاہِ زم زم کے پاس لاکر سینہ اقدس چاک کیا اور قلبِ اطہر کو ایمان وحکمت سے لبریز کر کے سینہ اقدس دُرست کر دیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنتی براق پر سوار کرایا گیا، جس کی تیز رفتاری کا عالم یہ تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر سوار ہوکر بیت المقدس روانہ ہوئے۔ آپ کا فرمانِ عالی شان ہے، میں بیت المقدس جاتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ (مسلم)

بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور پھر سب نے سیّد الانبیاء علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر آپ پہلے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ملے۔ تیسرے پر یوسف علیہ السلام، چوتھے پر ادریس علیہ السلام، پانچویں پر ہارون علیہ السلام، چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام ملے۔ پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے۔ وہاں جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی، میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ میں اس مقام سے آگے جانے کی تاب نہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف لے گئے اور عرش ولا مکاں میں جلوہ گر ہوئے۔

وہاں آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار بلاحجاب نصیب ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اور جو چاہا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دیگر انعامات کے علاوہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر آپ کئی بار تخفیف کیلئے بارگاہِ الٰہی میں گئے یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور ثواب پچاس نمازوں کا ہی رہا۔ اتنی طویل مسافت کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکۃ المکرّمہ تشریف لائے اور یہ طویل سفررات کے قلیل حصہ میں مکمل ہوگیا۔ اس عظیم الشان واقعہ کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۱۷/۱)

اس واقعہ کا تفصیلی ذکر سورۃ النجم میں یوں آیا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے، پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا، تو اس جلوہ اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا، تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی، بے شک اپنے ربّ کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (النجم: ۵۳/۵-۱۸)

شبِ معراج کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں اللہ کے دن یاد دِلا۔ (سورۂ ابراھیم:۵/۱۴)

اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ان ایام میں سب سے بڑی عظمت کے دن سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ومعراج کے دن ہیں ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہیں۔

(خزائن العرفان)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج شریف کا ذکر اس حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے بلکہ سنتِ الٰہیہ بھی ہے جیسا کہ قرآنِ کریم کی متعدد آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اس سے قبل تحریر کیا گیا۔ اس کی ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت معلوم ہو نیز قلوب واذہان عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی سے منور ہو جائیں۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے، اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ (مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۹۲)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے کہ ماہِ رجب میں ایک دن اور ایک رات بہت ہی افضل اور برتر ہے۔ جس نے اس دن روزہ رکھا اور اس رات عبادت کی تو گویا اس نے سو سال کے روزے رکھے اور سو سال تک عبادت کی۔ یہ افضل رات رجب کی ستائیسویں شب ہے۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ ۱۷۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ا ص ۳۷۳)

یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں ضعیف روایات مقبول ہوتی ہیں۔ (مرقاۃ، اشعۃ اللمعات)

شبِ معراج کے علاوہ ماہِ رجب کی پہلی شب کی فضیلت پر بھی احادیث وارد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا ردّ نہیں ہوتی۔ اوّل شبِ جمعہ، دوم رجب کی پہلی رات، سوم شعبان کی پندرھویں شب، چہارم عیدالفطر کی رات، پنجم عیدالاضحیٰ کی رات۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۲۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۴ ص ۳۱۷)

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہمیں خبر پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ شبِ جمعہ، رجب کی پہلی رات، شبِ عیدالفطر، شبِ عیدالاضحیٰ اور شعبان کی پندرھویں شب۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۲۔ سنن الکبریٰ، ج ۲ ص ۳۱۹)

شب برأت

ماہِ شعبان کی پندرھویں رات کو شبِ براُت کہا جاتا ہے۔ شب کے معنی رات اور براُت کے معنی بری ہونے اور قطع تعلق کرنے کے ہیں (چونکہ اس رات مسلمان توبہ کرکے گناہوں سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کی رحمت سے بے شمار مسلمان جہنم سے نجات پاتے ہیں اسلئے اس رات کو شبِ براُت کہتے ہیں) اس رات کو لیلۃ المبارکہ یعنی برکت والی رات، لیلۃ الصک یعنی تقسیم اُمور کی رات اور لیلۃ الرحمۃ رحمت نازل ہونے والی رات بھی کہا جاتا ہے۔

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرھویں شب سے افضل کوئی رات نہیں۔ (لطائف المعارف، ص۱۴۵)

جس طرح مسلمانوں کیلئے زمین میں دو عیدیں ہیں، اسی طرح فرشتوں کیلئے آسمان میں دو عیدیں ہیں: ایک شبِ براُت اور دوسری شبِ قدر۔ جس طرح مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ فرشتوں کی عیدیں رات کو اس لئے ہیں کہ وہ رات کو سوتے نہیں جبکہ آدمی سوتے ہیں، اس لئے ان کی عیدیں دن کو ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص۴۴۹)

تقسیم امور کی رات

ارشادِ باری تعالٰی ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: قسم ہے اس روشن کتاب کی، بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا، بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ (الدخان:۴۴/۴-۲)

اس رات سے مراد شبِ قدر یا شبِ براُت ہے۔

ان آیات کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور بعض دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ لیلۃ المبارکہ سے پندرہ شعبان کی رات مراد ہے۔ اس رات میں زندہ رہنے والے، فوت ہونے والے اور حج کرنے والے سب کے ناموں کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ جس کی تعمیل میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اس روایت کو ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بھی لکھا ہے۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ فہرست کی تیاری کا کام لیلۃ القدر میں مکمل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی ابتدا پندرھویں شعبان کی شب سے ہوتی ہے۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ۱۹۴)

علامہ قرطبی مالکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان اُمور کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے کا آغاز شبِ براُت سے ہوتا ہے اور اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، ج۱۶ص۱۲۸)

یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امور تو پہلے ہی سے لوح محفوظ میں تحریر ہیں پھر اس شب میں انکے لکھے جانے کا کیا مطلب ہوا؟ جواب یہ ہے کہ یہ امور بلا شبہ لوح محفوظ میں تحریر ہیں لیکن اس شب میں مذکورہ امور کی فہرست لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے سپرد کی جاتی ہے، جن کے ذمہ یہ امور ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم جانتی ہو کہ شعبان کی پندرھویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ فرمایئے۔ ارشاد ہوا، آئندہ سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہیں وہ سب اس شب میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور جتنے لوگ آئندہ سال مرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کے (سال بھر کے) اعمال اُٹھائے جاتے ہیں اور اس میں لوگوں کا مقررہ رِزق اُتارا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۲۷۷)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ایک فہرست دے کر حکم فرماتا ہے کہ جن جن لوگوں کے نام اس میں لکھے ہیں ان کی روحوں کو آئندہ سال مقررہ وقت پر قبض کرنا ہے۔ تو اس شب میں لوگوں کے حالات یہ ہوتے ہیں کہ کوئی باغوں میں درخت لگانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ کوئی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوتا ہے۔ کوئی کوٹھی بنگلہ بنوا رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کے نام مُردوں کی فہرست میں لکھے جا چکے ہوتے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۴ ص ۳۱۷، ماثبت من السنہ، ص ۱۹۳)

حضرت عثمان بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لوگوں کی زندگی منقطع کرنے کا وقت اس رات میں لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے اور اسکے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، ج ۱۶ ص ۱۲۶۔ شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۸۶)

چونکہ یہ رات گزشتہ سال کے تمام اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے اور آئندہ سال ملنے والی زندگی اور رزق وغیرہ کے حساب کتاب کی رات ہے۔ اس لئے اس رات میں عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنا ربّ کریم کی رحمتوں کا مستحق ہونے کا باعث ہے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے۔

مغفرت کی رات

شب براءت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بے شمار لوگوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اسی حوالے سے چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا، کیا تم اس سے خوف کرتی تھیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب آسمانِ دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ترمذی، ج ۱ ص ۱۵۶، ابن ماجہ، ص ۱۰۰، مسند احمد، ج ۶ ص ۲۳۸، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۲۷۸، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱ ص ۳۳۷، شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۷۹)

شارحین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اتنی اسناد سے مروی ہے کہ درجہ صحت کو پہنچ گئی۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) جلوہ گر ہوتا ہے اور اس شب میں ہر کسی کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۸۰)

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو اپنے رحم و کرم سے تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے۔ (ابن ماجہ، ص ۱۰۱، شعب الایمان، ج ۳ ص ۳۸۲، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۲۷۷)

☆ حضرت ابوہریرہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوثعلبہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ایسا ہی مضمون مروی ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۸ ص ۶۵)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دو شخصوں کے سوا سب مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے، ایک کینہ پرور اور دوسرا کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔ (مسند احمد، ج ۲ ص ۱۷۶، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۲۷۸)

☆ امام بیہقی نے شعب الایمان، جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک طویل روایت بیان کی ہے جس میں مغفرت سے محروم رہنے والوں میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے: رشتے ناتے توڑنے والا، ازراہ تکبر ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا، ماں باپ کا نافرمان، شراب نوشی کرنے والے۔

☆ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۴۴۹ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی طویل حدیث میں مزید ان لوگوں کا بھی ذکر ہے: جادوگر، کاہن، سودخور، بدکار۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں سے توبہ کئے بغیر انکی مغفرت نہیں ہوتی۔ پس ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے گناہوں سے جلد از جلد سچی توبہ کرلیں تاکہ یہ بھی شبِ برأت کی رحمتوں اور بخشش و مغفرت کے حقدار ہوجائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہوجائے۔ (التحریم:۶۶/۸)

یعنی توبہ ایسی ہونی چاہئے جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی گناہوں سے پاک اور عبادتوں سے معمور ہوجائے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! توبۃ النصوح کسے کہتے ہیں؟ ارشاد ہوا، بندہ اپنے گناہ پر سخت نادم اور شرمسار ہو۔ پھر بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر مغفرت مانگے اور گناہوں سے بچنے کا پختہ عزم کرے تو جس طرح دودھ دوبارہ تھنوں میں داخل نہیں ہوسکتا، اسی طرح اس بندے سے یہ گناہ کبھی سرزد نہ ہوگا۔

رحمت کی رات

شبِ برأت فرشتوں کو بعض اُمور دیئے جانے اور مسلمانوں کی مغفرت کی رات ہے۔ اس کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہ ربِّ کریم کی رحمتوں کے نزول کی اور دعاؤں کے قبول ہونے کی رات ہے۔

☆ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے' ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کے گناہ بخش دوں۔ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ اسے عطا کروں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے وہ ملتا ہے۔ وہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۸۳)

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ غروبِ آفتاب کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمانِ دنیا پر نازل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے' ہے کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے مصیبت سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوعِ فجر تک ہوتا رہتا ہے۔
(ابن ماجہ، ص ۱۰۰، شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۷۸، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۲۷۸)

اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت و رحمت کی ندا کا ذکر ہے۔ اگرچہ یہ ندا ہر رات میں ہوتی ہے لیکن رات کے آخری حصے میں جیسا کہ کتاب کے آغاز میں شب بیداری کی فضیلت کے عنوان کے تحت حدیثِ پاک تحریر کی گئی ہے۔ شبِ برأت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں یہ ندا غروبِ آفتاب ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ گویا صالحین اور شب بیدار مومنین کیلئے ہر رات شبِ برأت ہے مگر یہ رات خطا کاروں کیلئے رحمت و عطا اور بخشش و مغفرت کی رات ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس رات میں اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں اور ربِّ کریم سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگیں۔ اس شب رحمتِ خداوندی ہر پیاسے کو سیراب کرنا چاہتی ہے اور ہر منگتے کی جھولی کو ہر مراد سے بھر دینے پر مائل ہوتی ہے۔

بقول اقبال رحمتِ الٰہی یہ ندا کرتی ہے ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرَوِ منزل ہی نہیں

شب بیداری کا اہتمام

شبِ برأت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی شب بیداری کی اور دوسروں کو بھی شب بیداری کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان اوپر مذکور ہوا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس فرمانِ جلیل کی تعمیل میں اکابر علماءِ اہلسنّت اور عوامِ اہلسنّت کا ہمیشہ ہی سے یہ معمول رہا ہے کہ اس رات میں شب بیداری کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، تابعین میں سے جلیل القدر حضرات مثلاً حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر اور حضرت اسحاق بن راہویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد میں جمع ہو کر شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرتے تھے اور رات بھر مسجد میں عبادات میں مصروف رہتے تھے۔ (ما ثبت من السنہ، ص ۲۰۲، لطائف المعارف، ص ۱۴۴)

علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شبِ برأت کے متعلق رقمطراز ہیں، اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت والی ہے۔ ہمارے اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی بہت تعظیم کرتے اور اس کے آنے سے قبل اس کیلئے تیاری کرتے تھے۔ پھر جب یہ رات آتی تو وہ جوش و جذبہ سے اس کا استقبال کرتے تھے اور مستعدی کیساتھ اس رات میں عبادت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمارے اسلاف شعائر اللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ (المدخل، ج ۱ ص ۳۹۲)

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس مقدس رات میں مسجد میں جمع ہو کر عبادت میں مشغول رہنا اور اس رات کو شب بیداری کا اہتمام کرنا تابعین کرام کا طریقہ رہا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں، اب جو شخص شعبان کی پندرہویں رات کو شب بیداری کرے تو یہ فعل احادیث کی مطابقت میں بالکل مستحب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عمل بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شبِ برأت میں آپ مسلمانوں کی دعائے مغفرت کیلئے قبرستان تشریف لے گئے تھے۔ (ما ثبت من السنہ، صفحہ ۲۰۵)

آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارتِ قبور کی ایک بڑی حکمت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اس سے موت یاد آتی ہے اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ (زیارتِ قبور کے دلائل و فوائد کے متعلق تفصیلی گفتگو فقیر کی کتاب 'مزاراتِ اولیاء اور توسل' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

شبِ برأت میں زیارتِ قبور کا واضح مقصد یہی ہے کہ اس مبارک شب میں ہم اپنی موت کو یاد کریں تاکہ گناہوں سے سچی توبہ کرنے میں آسانی ہو۔ یہی شب بیداری کا اصل مقصد ہے۔

اس سلسلے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ منقول ہے کہ جب آپ شبِ براءت میں گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کا چہرہ یوں دکھائی دیتا تھا جس طرح کسی کو قبر میں دفن کرنے کے بعد باہر نکالا گیا ہو۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! میری مثال ایسی ہے جیسے کسی کی کشتی سمندر میں ٹوٹ چکی ہو اور وہ ڈوب رہا ہو اور بچنے کی کوئی اُمید نہ ہو۔ پوچھا گیا آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟ فرمایا، میرے گناہ یقینی ہیں لیکن اپنی نیکیوں کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے قبول کی جائیں گی یا پھر رد کر دی جائیں گی۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۲۵۰)

اللہ اکبر! نیک اور متقی لوگوں کا یہ حال ہے جو ہر رات شب بیداری کرتے ہیں اور تمام دن اطاعتِ الٰہی میں گزارتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے کم نصیب ہیں جو اس مقدس رات میں فکرِ آخرت اور عبادت و دعا میں مشغول ہونے کی بجائے مزید لہو ولعب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آتش بازی، پٹاخے اور دیگر ناجائز اُمور میں مبتلا ہو کر اس مبارک رات کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ حالانکہ آتش بازی اور پٹاخے نہ صرف ان کے اور ان کے بچوں کی جان کیلئے خطرہ ہیں بلکہ اردگرد کے لوگوں کی جان کیلئے بھی خطرے کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے لوگ 'مال برباد اور گناہ لازم' کا مصداق ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور بچوں کو سمجھائیں کہ ایسے لغو کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔ مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ براءت میں رائج ہے' بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں مال کا ضیاع ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: اور فضول نہ اڑا، بے شک (مال) اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ (بنی اسرائیل: ۱۷/۲۷)

شعبان کے روزے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماہِ رمضان کے علاوہ ماہِ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ج۱ص۴۴۱)

ایک اور روایت میں فرمایا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند دن چھوڑ کر پورے ماہِ شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ (ایضاً)

آپ ہی سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔
(ما ثبت من السنہ، صفحہ ۱۸۸)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جن لوگوں کی روحیں قبض کرنی ہوتی ہیں، ان کے ناموں کی فہرست ماہِ شعبان میں ملک الموت کو دی جاتی ہے۔ اس لئے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرا نام اس فہرست میں لکھا جائے جبکہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔ یہ حدیث پہلے مذکور ہو چکی ہے کہ مرنے والوں کے ناموں کی فہرست پندرہویں شعبان کی رات کو تیار کی جاتی ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوتا اس کے باوجود روزہ دار لکھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ بوقتِ کتابت (شب) اللہ تعالیٰ روزہ کی برکت کو جاری رکھتا ہے۔ (ما ثبت من السنہ، صفحہ ۱۹۲)

شب قدر

شبِ قدر کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس کے متعلق قرآن کریم میں پوری سورت نازل ہوئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شبِ قدر میں اُتارا اور تم نے کیا جانا کیا ہے شبِ قدر، شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر (ہے)۔ اس میں فرشتے اور جبرئیل اُترتے ہیں اپنے ربّ کے حکم سے ہر کام کیلئے۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (سورۃ القدر)

اس سورت سے معلوم ہوا کہ شبِ قدر ایسی بابرکت اور عظمت و بزرگی والی رات ہے:۔

☆ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

☆ اسی رات میں قرآن حکیم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل ہوا۔

☆ اسی رات میں فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام زمین پر اُترتے ہیں۔

☆ اسی رات میں صبح طلوع ہونے تک خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے۔

شب قدر ملنے کا سبب

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پہلی اُمتوں کے لوگوں کی عمروں پر توجہ فرمائی تو آپ کو اپنی اُمت کے لوگوں کی عمریں کم معلوم ہوئیں۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ جب گزشتہ لوگوں کے مقابلے میں ان کی عمریں کم ہیں تو ان کی نیکیاں بھی کم رہیں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو شبِ قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالک، صفحہ ۲۶۰)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک نیک شخص کا ذکر فرمایا جس نے ایک ہزار ماہ تک راہِ خدا میں جہاد کیلئے ہتھیار اُٹھائے رکھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس پر تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور ایک رات یعنی شبِ قدر کی عبادت کو اس مجاہد کی ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۴ ص ۳۰۶، تفسیر ابن جریر)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

اس مقدس اور مبارک رات کا نام لیلۃ القدر رکھے جانے کی چند حکمتیں پیش خدمت ہیں۔

☆ قدر کے ایک معنی مرتبے کے ہیں۔ اس بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس رات کی عظمت و بزرگی اور اعلیٰ مرتبے کی وجہ سے اس کا نام لیلۃ القدر یعنی مرتبے والی رات رکھا گیا ہے۔ اس رات میں عبادت کا مرتبہ بھی بہت اعلیٰ ہے جو کوئی اس رات میں عبادت کرتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں قدر و منزلت والا ہو جاتا ہے اور اس رات کی عبادت کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ایک اور حکمت لیلۃ القدر کی یہ ہے کہ اس رات میں عظمت و بلند مرتبے والی کتاب نازل ہوئی۔ کتاب اور وحی لیکر آنے والے فرشتے جبرئیل علیہ السلام بلند مرتبے والے ہیں۔ اور یہ عظیم الشان کتاب قرآن حکیم جس محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ بھی بڑی عظمت اور بلند مرتبے والے ہیں۔ سورۃ القدر میں اس لفظ 'قدر' کے تین مرتبہ آنے میں شاید یہی حکمت ہے۔

☆ قدر کے ایک معنی تقدیر کے بھی ہیں اور چونکہ اس رات میں بندوں کی تقدیر کا وہ حصہ جو اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہوتا ہے وہ متعلقہ فرشتوں کو سونپ دیا جاتا ہے، اس لئے بھی اس رات کو شبِ قدر کہتے ہیں۔

نزولِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے فضیلتِ شبِ قدر کی بڑی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ نزولِ قرآن کی رات ہے۔ سورۃ الدخان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے : قرآن کریم کو مبارک رات میں نازل کیا۔ اس مبارک رات سے بعض مفسرین کرام نے شبِ براءت مراد لی ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور یہ بھی مشہور ہے کہ قرآن حکیم تیئیس (۲۳) برس کی مدت میں بتدریج نازل ہوا۔ نیز اس کا نزول ربیع الاوّل میں شروع ہوا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اقوال میں خوب تطبیق کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں، شبِ قدر میں قرآن کریم لوحِ محفوظ سے یکبارگی آسمانِ دنیا پر بیت العزت میں نازل ہوا جبکہ اس کے نزول کا اندازہ اور لوحِ محفوظ کے نگہبانوں کو اس کا نسخہ نقل کر کے آسمانِ دنیا پر پہنچانے کا حکم اسی سال کی شب براءت میں ہوا۔ گویا قرآن حکیم کا نزول حقیقی ماہِ رمضان میں شبِ قدر کو ہوا اور نزول تقدیری اس سے پہلے شبِ براءت میں ہوا اور سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ قرآن کا آغاز ربیع الاوّل میں پیر کے دن ہوا اور تیئیس (۲۳) سال میں مکمل ہوا۔ (تفسیر عزیزی، پارہ ۳۰، صفحہ ۴۳۸)

ہزار مہینوں سے بہتر

شبِ قدر کی دوسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ اس رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ شبِ قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا گیا مگر یہ نہیں بتایا کہ ہزار ماہ سے کتنے درجے زائد بہتر ہے دس درجہ، سو درجہ یا ہزار درجہ یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ 'الف شہر' سے مراد ہزار کا معین عدد نہیں ہے۔ بلکہ مفہوم یہ ہے کہ شبِ قدر زمانے سے افضل ہے یعنی زیادہ سے زیادہ تم (زمانہ) جتنی مدت کا تصور کر سکتے ہو شبِ قدر اس سے بھی افضل اور بہتر ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایک ہزار مہینوں کے تراسی سال اور چار ماہ بنتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص ۸۳ سال اور چار ماہ تک دن رات مسلسل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالٰی کی عبادت کرے تو بھی ایک شبِ قدر کی عبادت اتنی طویل مدت کی عبادت سے افضل و بہتر ہے جبکہ اس طویل مدت میں کوئی شبِ قدر نہ ہو۔ اسی طرح یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص شبِ قدر میں عبادت کرے تو گویا اس نے ۸۳ سال اور چار ماہ اللہ تعالٰی کی عبادت میں گزار دیئے بلکہ اسے اس سے بھی بہتر اجر ملے گا پھر اس پر بس نہیں! اگر طلب سچی ہو تو ہر سال شبِ قدر نصیب ہو سکتی ہے گویا ذرا سی محنت اور لگن سے کئی ہزار مہینوں سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نزولِ ملائکہ

نورِ مجسم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب شبِ قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اُترتے ہیں اور اس شخص کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہو۔ (مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۵۷، شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۳)

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے اس شب میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۳)

علماء فرماتے ہیں کہ شبِ قدر میں عبادت کرنے والوں سے جب جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے سلام و مصافحہ کرتے ہیں تو اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل خشیتِ الٰہی سے لرزنے لگتا ہے اور اس پر رِقت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں فرشتوں کے زمین پر اُترنے کی متعدد وجوہ تحریر فرمائی ہیں، جن میں سے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

☆ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا تھا کہ یہ مخلوق زمین میں فساد پھیلائے گی اور خونریزی کرے گی۔ اللہ تعالیٰ انسان کی عزت و عظمت واضح کرنے کیلئے فرشتوں کو نازل فرماتا ہے کہ جاؤ اور دیکھو جن کے متعلق تم نے کہا تھا' وہ کیا کر رہے ہیں۔ دیکھو میرے بندے اس رات میں بستر و آرام کو چھوڑ کر میری خاطر عبادت میں مشغول ہیں اور مجھے راضی کرنے کیلئے آنسو بہاتے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ شب بیداری ان کیلئے فرض یا واجب نہیں بلکہ سنتِ مؤکدہ بھی نہیں صرف میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترغیب دینے پر اپنی نیند و آرام قربان کر کے ساری رات کے قیام پر مستعد ہیں۔ پھر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مومن کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ جنت میں ان کے پاس فرشتے آئیں گے اور انہیں سلام کریں گے۔ شبِ قدر میں فرشتوں کو نازل فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ربّ تعالیٰ گویا بتانا چاہتا ہے کہ اے میرے بندو! اگر تم دنیا میں میری عبادت میں مشغول رہے تو تمہارے پاس رحمت کے فرشتے آئیں گے اور تمہاری زیارت کر کے تمہیں سلام کریں گے۔

☆ اللہ تعالٰی نے شبِ قدر کی فضیلت و برکت اہل زمین کیلئے رکھی جو یہاں ربّ تعالٰی کی عبادت کریں۔ چنانچہ فرشتے اسی لئے زمین پر آتے ہیں تا کہ وہ بھی یہاں آکر اللہ تعالٰی کی عبادت کریں اور شبِ قدر کے کثیر اجر وثواب کے مستحق ہو جائیں۔ اس کی ایک مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکہ مکرمہ اس نیت سے جائے کہ وہاں عبادت کا اجر وثواب زیادہ ملتا ہے۔ اسی طرح فرشتے شبِ قدر میں زمین پر اُترتے ہیں۔

☆ انسان کی فطرت ہے کہ جب اکابر علماء اور عابد وزاہد لوگ موجود ہوں تو وہ خلوت کے مقابلے میں بہتر طریقے سے عبادت اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالٰی مقرب فرشتوں کو نازل فرماتا ہے تا کہ ان کی موجودگی کا احساس کر کے ہم زیادہ اچھے طریقے سے عبادت کریں۔

☆ فرشتوں کے سلام کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ ان کا سلام سلامتی کا ضامن ہوتا ہے۔ چند فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تو ان پر نمرود کی آگ گلزار ہوگئی۔ شبِ قدر میں عبادت کرنے والوں پر جب بے شمار فرشتے آکر سلام کرتے ہیں تو پھر جہنم کی آگ ان پر امن وسلامتی کا گلزار کیوں نہ بنے گی۔

تعیینِ شب قدر

شب قدر کے تعیین میں آئمہ دین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ جلیل القدر تابعین امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یہ ہے کہ شبِ قدر تمام سال میں کسی بھی رات کو ہو سکتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔ امام اعظم کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رمضان کی ۲۷ ویں شب ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ شبِ قدر رمضان کی کسی متعین رات میں ہوتی ہے۔ علمائے شافعیہ کا قول ہے کہ اس کا ۲۱ ویں شب میں ہونا اقرب ہے۔ امام مالک اور امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میرے نزدیک ان کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ یہ تمام سال میں کسی بھی رات کو ہو سکتی ہے کیونکہ میں نے شبِ قدر کو دو مرتبہ شعبان میں پایا ہے۔ ایک بار ۱۵ شعبان کو اور دوسری بار ۱۹ شعبان کو اور دو مرتبہ رمضان کے درمیانی عشرے میں ۱۳ اور ۱۸ رمضان کو اور رمضان کے آخری عشرے میں ہر طاق رات میں اسے پایا ہے۔ اس لئے یہ پورے سال میں کسی بھی رات کو ہو سکتی ہے۔ البتہ ماہِ رمضان میں یہ بکثرت آتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ان اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ شبِ قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے ایک وہ جس میں احکامِ الٰہی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن کریم لوحِ محفوظ سے اُتارا گیا۔ یہ رات سال بھر میں کسی بھی شب کو ہو سکتی ہے لیکن جس سال قرآن کریم نازل ہوا، اس سال یہ رات رمضانُ المبارک میں تھی اور یہ اکثر رمضان المبارک میں ہی ہوتی ہے۔ دوسری شبِ قدر وہ ہے جس میں ملائکہ بکثرت زمین پر اُترتے ہیں۔ روحانیت عروج پر ہوتی ہے۔ عبادات اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ ہر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ اب چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۵۰)

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شبِ قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ویں رات میں ہے۔ جو ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے۔ اس رات کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ یہ رات کھلی ہوئی اور چمکدار ہے۔ صاف شفاف گویا انوار کی کثرت کے باعث چاند کھلا ہوا ہے۔ یہ زیادہ گرم نہ ٹھنڈی بلکہ معتدل۔ اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے، بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح جیسا چودھویں کا چاند کیونکہ شیطان کو روا نہیں کہ وہ اس دن سورج کے ساتھ نکلے۔ (مسند احمد، ج ۵ ص ۳۲۴، مجمع الزوائد، ج ۳ ص ۱۷۵)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شبِ قدر کو آخری عشرے میں ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۵۰)

ستائیسویں شب

کثیر علماء کے نزدیک ۲۷ویں شب، شبِ قدر ہوتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مروی ہے۔ (خزائن العرفان)

۲۷ویں شب کے لیلۃ القدر ہونے کی تائید میں مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۱ص ۱۹۷، صحیح ابن حبان، ج ۸ص ۴۳۷، سنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۴ص ۳۱۲)

☆ حضرت زر بن حُبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو سال بھر شب بیداری کرے وہ شبِ قدر پالے گا، آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، انہوں نے یہ اس لئے کہا کہ لوگ ایک ہی رات پر قناعت نہ کرلیں حالانکہ وہ جانتے تھے کہ شبِ قدر رمضانُ المبارک کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ۲۷ویں شب ہے۔ پھر آپ نے قسم کھا کر فرمایا، شبِ قدر ستائیسویں رات ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ، ج ۱ص ۴۵۱)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے شبِ قدر کے متعلق پوچھا تو سب نے مختلف جواب دیئے۔ میں نے عرض کی یہ آخری عشرے کی ساتویں رات یعنی ۲۷ویں شب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد سات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے اور سات زمینیں بنائیں۔ انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی اور سات چیزیں بطور اس کی غذا کے پیدا فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے کہ ۲۷ویں شب لیلۃ القدر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ص ۳۳۰)

☆ دوسری روایت میں آپ سے یہ بھی منقول ہے، اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائی، جس کی سات آیتیں ہیں اور جن عورتوں سے نکاح حرام ہے وہ بھی سات ہیں۔ قرآن میں میراث میں سات لوگوں کے حصے بیان فرمائے۔ صفا مروہ کے چکر بھی سات ہیں اور طواف کے چکر بھی سات ہیں۔ (تفسیر المنثور)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بھی روایت ہے، لیلۃ القدر میں کل نو حروف ہیں اور یہ سورۃ القدر میں تین مرتبہ آیا ہے ۹ کو ۳ سے ضرب دیں تو ۲۷ آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے لیلۃ القدر ۲۷ویں رات ہے۔ (تفسیر کبیر)

☆ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام بحری جہاز کا ملاح رہا تھا وہ ان سے کہنے لگا ایک چیز میرے تجربے میں بہت عجیب ہے وہ یہ کہ سال میں ایک رات سمندر کا کھارا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ رات آئے تو مجھے ضرور بتانا۔ رمضان کی ستائیسویں (۲۷ویں) شب کو اس نے کہا کہ یہ وہی رات ہے۔ (تفسیر کبیر، تفسیر عزیزی)

☆ جلیل القدر تابعی حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے رَمضانُ المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو وہ نہایت میٹھا تھا۔ حضرت یحییٰ بن ابی میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں، میں نے ستائیسویں (۲۷ویں) شب میں خانہ کعبہ کا طواف کیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے فضا میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۳۲)

غوثِ اعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بھی اسی خیال کے قائل تھے، ۲۷ویں شب کو شبِ قدر ہوتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بعض علماء وفقہاء کے نزدیک رمضان کی ستائیسویں شب میں قرآن مجید ختم کرنا مستحسن ہے تاکہ شبِ قدر کی برکتیں بھی حاصل ہو جائیں کیونکہ اکثر محدثین نے احادیث بیان کی ہیں کہ ۲۷ویں شب میں شبِ قدر ہے۔ (ماثبت من السنہ، ص ۲۱۵)

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اوّل تو ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ ہم ماہِ رمضان کی تمام راتوں کے آخری حصہ میں ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور خوب دعائیں مانگیں۔ کم از کم نمازِ تہجد پورا ماہ ضرور ادا کریں۔ پھر کوشش کر کے آخری عشرہ کی تمام راتوں کو عبادتِ الٰہی میں گزاریں اور شبِ قدر کو تلاش کریں۔ ورنہ کم از کم ۲۷ویں شب کو تو ضرور تمام رات رضائے الٰہی کیلئے عبادت ودعا میں مصروف رہیں۔ ربّ تعالیٰ ہم سب کو شبِ قدر کی برکتیں نصیب فرمائے۔ آمین

شب قدر مخفی کیوں؟

لوگ اکثر یہ سوال پوچھتے ہیں کہ شبِ قدر کو مخفی رکھنے میں کیا حکمتیں ہیں؟ جواب یہ ہے کہ اصل حکمتیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ وہ جواب ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان بارگاہِ نبوی میں اس وقت دیا کرتے تھے جب انہیں کسی سوال کے جواب کا قطعی علم نہ ہوتا۔ وہ فرماتے' اللہ ورسولہ اعلم ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ کتاب الایمان)

غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روحانی فیوض و برکات سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے علمائے کرام نے شبِ قدر کے مخفی ہونے کی بعض حکمتیں بیان فرمائی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

☆ اگر شبِ قدر کو ظاہر کر دیا جاتا تو کوتاہ ہمت لوگ اسی رات کی عبادت پر اِکتفا کر لیتے اور دیگر راتوں میں عبادات کا اہتمام نہ کرتے۔ اب لوگ آخری عشرے کی پانچ راتوں میں عبادت کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں۔

☆ شبِ قدر ظاہر کر دینے کی صورت میں اگر کسی سے یہ شب چھوٹ جاتی تو اسے بہت زیادہ حزن وملال ہوتا اور دیگر راتوں میں وہ دلجمعی سے عبادت نہ کر پاتا۔ اب رمضان کی پانچ طاق راتوں میں سے دو تین راتیں اکثر لوگوں کو نصیب ہو ہی جاتی ہیں۔

☆ اگر شبِ قدر کو ظاہر کر دیا جاتا تو جس طرح اس رات میں عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ہے اس طرح اس رات میں گناہ بھی ہزار درجہ زیادہ ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس رات کو مخفی رکھا تا کہ جو اس شب میں عبادت کریں وہ ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ اجر وثواب پائیں اور جو اپنی جہالت وکم نصیبی سے اس شب میں بھی گناہ سے باز نہ آئیں تو انہیں شبِ قدر کی توہین کرنے کا گناہ نہ ہو۔

☆ جیسا کہ نزولِ ملائکہ کی حکمتوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مومن کی عظمت بتانے کیلئے زمین پر نازل فرماتا ہے اور اپنے عبادت گزار بندوں پر فخر کرتا ہے۔ شبِ قدر ظاہر نہ کرنے کی صورت میں فخر کرنے کا زیادہ موقع ہے کہ اے ملائکہ! دیکھو میرے بندے معلوم نہ ہونے کے باوجود محض احتمال کی بناء پر عبادت و اطاعت میں اتنی محنت و سعی کر رہے ہیں۔ اگر انہیں بتا دیا جاتا کہ یہی شبِ قدر ہے تو پھر ان کی عبادت و نیاز مندی کا کیا حال ہوتا۔

☆ شبِ قدر کا مخفی رکھنا اسی طرح سمجھ لیجئے جیسے موت کا وقت نہ بتانا۔ کیونکہ اگر موت کا وقت بتا دیا جاتا تو لوگ ساری عمر نفسانی خواہشات کی پیروی میں گناہ کرتے اور موت سے عین پہلے توبہ کر لیتے۔ اس لئے موت کا وقت مخفی رکھا گیا تا کہ انسان ہر لمحہ موت کا خوف کرے اور ہر وقت گناہوں سے دور اور نیکی میں مصروف رہے۔ اسی طرح آخری عشرے کی ہر طاق رات میں بندوں کو یہی سوچ کر عبادت کرنی چاہئے کہ شاید یہی شبِ قدر ہو۔ اس طرح شبِ قدر کی جستجو میں برکت والی پانچ راتیں عبادتِ الٰہی میں گزارنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کے باعث بہت سی اہم چیزوں کو مخفی رکھا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کو عبادت واطاعت میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ تمام اُمور میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔

☆ اس نے اپنے غصہ کو گناہوں میں مخفی رکھا تاکہ لوگ ہر قسم کے گناہوں سے بچیں۔
☆ اپنے اولیاء کو مومنوں میں مخفی رکھا تاکہ لوگ سب ایمان والوں کی تعظیم کریں۔
☆ دعا کی قبولیت کو مخفی رکھا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ دعائیں مانگا کریں۔
☆ اسم اعظم کو مخفی رکھا تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہر نام مبارک کی تعظیم کریں۔
☆ صلوٰۃ الوسطی (درمیانی نماز) کو مخفی رکھا تاکہ لوگ سب نمازوں کی حفاظت کریں۔
☆ موت کے وقت کو مخفی رکھا تاکہ لوگ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہیں۔
☆ توبہ کی قبولیت کو مخفی رکھا تاکہ لوگ جس طرح ممکن ہو توبہ کرتے رہیں۔
☆ ایسے ہی شب قدر کو مخفی رکھا تاکہ لوگ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

شب قدر کی اہمیت

شبِ قدر اتنی زیادہ خیر و برکت والی رات ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ماہِ رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس رات سے محروم رہا، وہ ساری خیر سے محروم رہا۔ (سنن نسائی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۲۶)

مذکورہ حدیثِ پاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جبکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس رات سے محروم رہا وہ ساری بھلائی سے محروم رہا اور جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم اور کم نصیب ہے۔ (سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۲۷)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے، جو شبِ قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے، اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۲۵)

بعض احادیثِ مبارکہ سے مفہوم نکلتا ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرتا رہے تو اسے شبِ قدر کی کچھ برکتیں ضرور نصیب ہوتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رمضان کے پورے مہینے میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کیں اس نے شبِ قدر کا کسی قدر حصہ پالیا۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے پورے ماہِ رمضان میں عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا اس نے شبِ قدر کو پالیا۔ (ایضاً)

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ شبِ قدر کی برکتوں سے فیض یاب ہونے کیلئے کم از کم یہ اہتمام ضرور کیا جائے کہ ماہِ رمضان میں ان تمام نمازوں اور خصوصاً مغرب اور عشاء کی نمازیں ضرور بالضرور جماعت کے ساتھ پڑھیں اور اس اہتمام کے علاوہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شبِ قدر کی جستجو بھی ضرور کریں۔

ہم سب کے آقا و مولیٰ حبیبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ماہِ رمضان میں یہ معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ عبادت میں اس قدر مشقت فرماتے جو دیگر ایام میں نہ کرتے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری عشرے کی تمام راتوں میں نہ صرف شب بیداری کرتے بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۵۱)

غور فرمایئے جب اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری عشرے میں عبادات میں مشقتیں اُٹھاتے تھے جن کے صدقے و طفیل ہم گناہ گاروں کی بخشش ہونی ہے، تو ہم اور آپ آخری عشرے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیوں نہ اپنائیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا

ہم مفلس کیوں مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

شب عید الفطر و عید الاضحیٰ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں بھی بہت مبارک اور مقدس راتیں ہیں۔ ان دونوں راتوں کے فضائل احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، جس شخص نے دونوں عیدوں کی راتوں میں ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو اس کا دل قیامت کے دن مُردہ نہیں ہوگا جبکہ اس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے۔ (ابن ماجہ، ص ۱۲۸)

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۱)

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کو (عبادت) سے زندہ رکھا، اس کا دل اس دن مُردہ نہیں ہوگا، جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔
(الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۱۵۳)

دل مردہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کی ہیبت و آزمائش سے لوگوں کے دل مایوس و افسردہ ہو کر گویا مردہ ہو جائیں گے مگر عیدین کی راتوں میں عبادت کرنے والوں کے دل زندہ رہیں گے، مُردہ نہ ہوں گے۔

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے، جو شخص ان پانچ راتوں کو (اللہ تعالیٰ کی عبادت سے) زندہ رکھے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اوّل آٹھویں ذی الحجہ کی رات، دوم نویں ذی الحجہ کی رات، سوم عید الاضحیٰ کی رات، چہارم عید الفطر کی رات اور پنجم پندرھویں شعبان کی رات۔ (الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۱۵۳)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ان مبارک راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ربِّ کریم اپنے کرم سے انہیں ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی مبارک راتوں کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ ان میں کی جانے والی دعائیں اللہ تعالیٰ جلد قبول فرماتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں کی جانے والی دعائیں ردّ نہیں ہوتیں۔ اوّل جمعہ کی شب، دوم رجب کی پہلی رات، سوم شعبان کی پندرھویں رات، چہارم عید الفطر کی رات، پنجم عید الاضحیٰ کی رات۔
(شعب الایمان للبیہقی، ج ۳ ص ۳۴۲، مصنف عبدالرزاق، ج ۴ ص ۳۱۷)

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ وہ ہیں جن میں عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات دونوں ہی کی فضیلت و برکت بیان ہوئی ہے اب ہم شبِ عید الفطر کے متعلق کچھ گفتگو کرتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عید الفطر کی رات دراصل لیلۃ الجائزہ یعنی انعام واکرام کی رات ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۵)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کی عبادت پر فخر کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے بتاؤ اس مزدور کی اُجرت کیا ہونی چاہئے جو اپنا کام پورا کرے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! اس کی اُجرت یہ ہے کہ اسے پورا اجر وثواب دیا جائے۔ ربّ کریم ارشاد فرماتا ہے، اے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میرا فریضہ پورا کر دیا پھر با آواز بلند دعا وتکبیر کے ساتھ نکلے ہیں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! اپنے جلال کی قسم! اپنے کرم کی قسم! اپنی شان کی قسم! اپنے بلند مرتبہ کی قسم! ان کی دعا کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر ربّ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے لوٹ جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا پھر یہ لوگ عید گاہ سے لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ (مشکوۃ، ج ۱ص ۴۵۳، شعب الایمان، ج ۳ص ۳۴۳)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عید الفطر کی رات میں اس شخص کو پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے، جس نے ماہِ رمضان میں روزے رکھے۔ عید کی صبح فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ زمین میں پھیل جاؤ اور گلی گلی محلہ محلہ یہ اعلان کر دو: 'اے اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اپنے ربّ کی طرف چلو، وہ تھوڑے عمل کو بھی قبول فرما کر زیادہ اجر دیتا ہے اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے'۔ فرشتے ہر گلی محلہ میں یہ اعلان کرتے ہیں جسے انسانوں اور جنوں کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ میں جا کر نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی ہر دعا قبول فرماتا ہے۔ ان کی ہر حاجت کو پورا کرتا ہے اور ان کے گناہ بخش دیتا ہے اور وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۴۷۵)

عیدین کی راتوں میں اگر مکمل شب بیداری کی جائے تو عید کے دن کے معاملات صحیح طور پر انجام دینا مشکل ہو جائیں گے۔ اس لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء اور فجر کی دونوں نمازیں جماعتِ اولیٰ سے ہوں کہ صحیح حدیث میں فرمایا گیا، جس نے نمازِ عشاء جماعت سے پڑھی اس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نمازِ فجر بھی جماعت سے ادا کی اس نے ساری رات عبادت کی۔ (مسلم)

ان راتوں میں اگر جاگے گا تو نماز عید وقربانی وغیرہ میں دِقت ہوگی۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ چہارم، صفحہ ۱۹)

خلاصہ یہ ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتیں بابرکت اور مقدس راتیں ہیں۔ ان راتوں میں دین و دنیا کی بھلائی کی دعائیں مانگنی چاہئیں کیونکہ یہ قبولیتِ دعا کی راتیں ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر لوگ ان راتوں کی انتہائی ناقدری کرتے ہیں۔ عشاء و فجر کی نمازیں با جماعت پڑھنا تو درکنار وہ رات کا بڑا حصہ لہو ولعب اور گناہوں کے کاموں میں برباد کرتے ہیں۔ ٹی وی یا ڈش پر ناچ گانے کے پروگرام ہوں یا عید کی خریداری کے نام پر بازاروں میں گھومنا پھرنا اور بے پردہ نامحرموں سے اختلاط یہ سب گناہ کے کام ہیں اور پھر بازار تو وہ جگہ ہے جسے حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ جگہ فرمایا گیا ہے کیونکہ بازاروں میں بکثرت گناہ ہوتے ہیں۔ اس لئے بازاروں میں بقدرِ ضرورت ہی جانا چاہئے اور عید کیلئے خریداری تو ماہِ رمضان سے قبل بھی کی جاسکتی ہے۔ بس ان مبارک راتوں میں بلا ضرورتِ شرعی اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ جگہ جانا خود کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔

ذی الحجہ کی دس راتیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب چل دے۔ (الفجر:۸۹/۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں کیونکہ یہ زمانہ اعمال حج میں مشغول ہونے کا زمانہ ہے اور حدیث شریف میں اس عشرہ کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

"اس صبح سے مراد یا تو یکم محرم کی صبح ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے یا یکم ذی الحجہ جس سے دس راتیں ملی ہوئی ہیں، یا عیدالاضحیٰ کی صبح۔ان راتوں کے جفت اور طاق کی قسم مراد ہے یا نمازوں کے جفت و طاق کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جفت سے مراد مخلوق اور طاق سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔رات سے خاص شب مزدلفہ مراد ہے یا شبِ قدر جس میں خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ (ایضاً ملخصاً)

اللہ تعالیٰ نے ان چار آیات میں پانچ چیزوں کی قسمیں ارشاد فرمائیں......اوّل صبح کی قسم، دوم دس راتوں کی قسم، سوم جفت کی، چہارم طاق کی اور پنجم رات کی۔

جمہور مفسرین نے دس راتوں سے ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد لی ہیں جس کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، 'فجر' سے مراد صبح اور 'لیال عشر' سے مراد ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی راتیں ہیں۔'جفت' سے مراد قربانی کا دن (یعنی دس ذی الحجہ) اور 'طاق' سے مراد عرفہ کا دن (یعنی نویں ذی الحجہ) ہے۔اس کی سند صحیح ہے۔ (مستدرک للحاکم، ج۴ص۲۲۰، شعب الایمان، ج۳ص۳۵۲)

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں، ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص۴۸۲)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا کے تمام ایام میں سے اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت کیلئے ذی الحجہ کے ابتدائی شب وروز سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔ان کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ان کی ہر رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کی طرح ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج۳ص۳۵۵)

☆ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سال کے دِنوں میں سے کوئی زمانہ جس میں بے انتہا نیکیاں کی گئی ہوں وہ ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں ہے۔عرض کی گئی یارسول اللہ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس کے مساوی نہیں؟ فرمایا (دوسرے دنوں میں کیا گیا) جہاد فی سبیل اللہ بھی اس کے مساوی نہیں۔ راوی کہتے ہیں تین بار یہ سوال کیا گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں بار یہی جواب دیا۔ پھر فرمایا، سوائے اس شخص کے جس نے مال وجان کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کیا اور شہید ہوگیا۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ ۲۳۸۔بحوالہ بخاری)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جس نے ذی الحجہ کی دس راتوں میں سے کسی رات کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھا گویا اس نے سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی طرح عبادت کی اور جس نے اس عشرے کے کسی دن (عیدالاضحیٰ کے سوا) روزہ رکھا گویا اس نے پورا سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۴۸۴)

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار کام کبھی نہ چھوڑتے تھے: اوّل عاشورہ کا روزہ، دوم ذی الحجہ کے ابتدائی دنوں کے روزے، سوم ہر ماہ تین دن (ایام بیض) کے روزے، چہارم نمازِ فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔
(نسائی، مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۴۴۷)

☆ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے، ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ یعنی شب بیداری کرو۔ آپ اپنے خدام کو بھی ہدایت کرتے کہ شب بیداری کریں۔ آپ ان ایام میں عبادت کرنے کو بہت پسند فرماتے تھے۔
(غنیۃ الطالبین، ص ۴۸۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی فضیلت اس لئے ہے کہ اس میں عرفہ کا دن واقع ہے اور ماہِ رمضان کے آخری عشرے کی راتیں اس لئے افضل ہیں کہ ان میں شبِ قدر واقع ہے۔

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اوّل عیدالفطر کی رات، دوم شعبان کی پندرہویں شب، سوم عرفہ کی رات، چہارم عیدالاضحیٰ کی رات۔ ان چار راتوں میں غروب سے صبح تک اللہ تعالیٰ خیر و برکت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ (ماثبت من السنہ، صفحہ ۱۹۵۔ بحوالہ بیہقی)

آخرالذکر دونوں راتیں ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں ہیں جن میں شب عیدالاضحیٰ کی فضیلت و برکت سے متعلق ہم پہلے ہی احادیثِ کریمہ بیان کر چکے ہیں۔ جبکہ شب عیدالفطر اور شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت کے بارے میں بھی تفصیلی گفتگو پچھلے صفحات میں آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو ان مبارک راتوں میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ اپنی خطاؤں پر ندامت کے آنسو بہانے کی توفیق بخشے۔ سوز و گداز میں ڈوب کر دعائیں مانگنے کا سلیقہ عطا کرے اور اپنے حبیب لبیب نبی کریم رؤف رحیم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے و طفیل اپنے فضل و کرم سے ہماری مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شب بیداری کا طریقہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدھی رات سوتے تھے اور پھر تہائی رات عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوجاتے اور پھر آخری چھٹا حصہ آرام فرماتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ج۱ص۲۶۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں سوجاتے اور اس کے بعد جاگ کر عبادت فرماتے پھر آخری حصہ میں آرام فرماتے۔ (ایضاً)

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ آپ رات کے ابتدائی حصہ میں سوجاتے اور نصف شب کو بیدار ہوکر عبادتِ الٰہی اور تہجد میں مشغول ہوجاتے۔ پھر رات کے آخری چھٹے حصے میں آرم فرماتے۔

یہ حدیثِ پاک پہلے مذکور ہوئی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہِ رمضان کے آخری عشرے کی راتوں میں عبادت میں اس قدر مشقت فرماتے کہ جو دیگر ایام میں آپ کا معمول نہ تھا۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج۱ص۴۵۱)

اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوا کہ خاص راتوں میں آپ تقریباً تمام رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ زیادہ افضل و مبارک راتوں میں تمام وقت بیدار رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔علماء فرماتے ہیں کہ رات کے اکثر حصے میں جاگنا بھی شب بیداری ہے۔ اگر کوئی تمام رات نہ جاگ سکے تو پہلے پہر سوجائے اور پچھلے پہر بیدار ہوکر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوجائے تاکہ عبادت و دعا میں زیادہ ذوق محسوس ہو۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، تم میں سے ہر شخص بقدرِ ذوق نماز پڑھے۔ جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) یعنی اگر کھڑے ہوکر نوافل پڑھتے تھک جائے تو بیٹھ کر پڑھ لے یا عبادت کرتے ہوئے تھک جائے تو کچھ دیر آرام کرلے تاکہ پھر ذوق کے ساتھ عبادت کرسکے۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی رات عبادت کرنا چاہے، اسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی رات میں سوئے اور درمیانے تہائی حصہ میں عبادت کرے۔ اگر کوئی نصف رات سونا اور نصف رات جاگنا چاہے تو اس کیلئے پچھلی نصف شب میں عبادت کرنا افضل ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ چہارم، صفحہ۱۹)

جو لوگ ہمت رکھتے ہوں وہ تمام رات عبادت کریں جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے اور چالیس تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ان جلیل القدر ہستیوں میں حضرت سعید بن مسیّب، امام اعظم ابوحنیفہ، سعید بن جبیر، ابوسلیمان دارانی علیہم الرحمۃ سرفہرست ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ نامور تابعی ہیں جنہوں نے مسلسل چالیس سال عشاء کے وضوسے فجر کی نماز ادا کی۔

اولیاءِ کرام فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ صبح کے وقت شب بیدار مومنوں کے دِلوں پر نظر کرم فرماتا ہے اور ان کو اپنے نور سے بھر دیتا ہے جس سے ان کے دل روشن ہوجاتے ہیں اور پھر یہ روشنی ان کے نورانی دلوں سے غافل لوگوں کے دلوں تک پہنچتی ہے اور انہیں فیض پہنچاتی ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۸۹)

شب بیداری کی عبادات

ان راتوں میں محض جاگنا عبادت نہیں بلکہ اصل بیداری یہ ہے کہ اگر کسی کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو وہ انہیں ادا کرے ورنہ تنہا نوافل پڑھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا، احادیثِ مبارکہ پڑھنا یا سننا، درود شریف پڑھنا اور ذکرِ الٰہی کرنا سب بہترین عبادات ہیں، ان میں مشغول ہوجانا چاہیئے۔ اگر ان مقدس راتوں میں دینی مسائل سیکھنے سکھانے کی مجلس میسر آجائے تو یہ زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ علمِ دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

تلاوتِ قرآن کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ (المزمل:۲۵/۷۳)

اب تلاوتِ قرآن کی فضیلت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جس طرح لوہے کو پانی سے زَنگ لگتا ہے، اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دلوں کا زنگ دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا، موت کو کثرت سے یاد کرنا اور تلاوتِ قرآن کرنا دلوں کا زنگ دور کرتا ہے۔ (شعب الایمان، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۶۹)

☆ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن کریم کی تلاوت کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا اور دو چمکتی ہوئی سورتیں سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران کی تلاوت کرو، یہ دونوں قیامت کے دن بادل کی طرح سایہ کریں گی۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۵۸)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (ایضاً)

☆ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میں قرآن کریم کی تلاوت عام حالات میں تلاوتِ قرآن سے بہتر ہے اور نماز کے علاوہ تلاوتِ قرآن تسبیح و تکبیر سے بہتر ہے اور تسبیح صدقہ سے اور صدقہ (نفلی) روزہ سے افضل ہے۔ اور روزہ دوزخ سے ڈھال ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۷۴)

☆ غیب بتانے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن کریم میں ایک سورت ہے جس میں ۳۰ آیتیں ہیں۔ اس سورت نے ایک شخص کی شفاعت کی تو اس کی بخشش ہوگئی۔ وہ سورت تبارک الذی (سورۃ الملک) ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۶۶)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۃ الملک کے متعلق فرمایا، یہ سورت اللہ کے عذاب سے روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۲۷)

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ اس کی تلاوت کرنے والے کو دس مرتبہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۶۵)

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو درمیانی شب میں دوسو آیتوں کی تلاوت کرے گا اس کیلئے پوری رات کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا اور پانچ سو آیات کی تلاوت کرے اسے ہزار سال تک روزانہ صبح کو ایک قنطار کے برابر ثواب ملے گا۔ لوگوں نے پوچھا قنطار کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بارہ ہزار۔ (دارمی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۷۳)

☆ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا، اس کیلئے ایک نیکی ہے جو کہ دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ **الٓمٓ** ایک حرف ہے۔ بلکہ **الف** ایک حرف' **لام** ایک حرف' **میم** ایک حرف۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۶۳)

☆ محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ربِّ کریم کا ارشاد ہے، جس شخص کو قرآن کریم کی تلاوت نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھا، میں اسے اس سے بہتر عطا کرتا ہوں' جتنا سوال کرنے والے کو عطا کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی بزرگی تمام کلاموں پر اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے افضل ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۲۶)

ان احادیثِ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے۔ رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ اس کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور تلاوت کرنے والے کو بن مانگے اللہ تعالیٰ خوب عطا فرماتا ہے۔ اس کی بعض سورتیں اور آیتیں زیادہ فضیلت والی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تلاوت کے ساتھ ترجمہ بھی پڑھا جائے۔ قرآن کریم کا بہترین بامحاورہ اُردو ترجمہ **کنز الایمان** ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اُمتِ مسلمہ پر احسان ہے تعظیمِ باری تعالیٰ اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال ہونے کیلئے کنز الایمان کا مطالعہ کیجئے۔

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ (الاحزاب:۴۱/۳۳)

اب ذکرِ الٰہی کی فضیلت پر احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، میں بندے کے گمان سے بھی زیادہ نزدیک ہوں جو وہ میری ذات سے رکھتا ہے۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر اکیلے میں کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر اکیلے میں کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ج۱ص۱۹۵)

☆ غیب بتانے والے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی جماعت ذکرِ الٰہی کیلئے بیٹھتی ہے تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، سکون واطمینان کی دولت ان کیلئے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں ان بندوں کا ذکر فرماتا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج۱ص۴۹۰)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تمہارا گزر جنت کے باغوں میں سے ہو تو اس کے میوے کھالیا کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، جنت کے باغ کون سے ہیں؟ فرمایا، ذکرِ الٰہی کے حلقے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج۱ص۴۹۴)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر چیز کی صفائی کیلئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے اور ذکرِ الٰہی کے سوا کوئی شئے ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مکمل نجات دلا دے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، کیا جہاد بھی اس کے مقابل نہیں؟ ارشاد فرمایا، ہاں جہاد بھی، اگرچہ لڑتے ہوئے تمہاری تلوار بھی ٹوٹ جائے۔ (مشکوٰۃ، ج۱ص۴۹۷)

☆ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، تمام اذکار میں افضل ترین ذکر **لا الٰہ الا اللّٰہ** ہے اور افضل ترین دعا **الحمد للّٰہ** ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ا ص ۵۰۳)

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زیادہ فضیلت والے کلمے چار ہیں:۔

﴿ سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ اور **اللّٰہ اکبر ﴾**

یہ چاروں کلمات اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۵۵۱)

☆ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ** جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۵۰۴)

☆ ایک اور روایت میں ارشاد ہوا، یہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے۔ جس میں ادنیٰ بیماری غم ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ا ص ۵۰۷)

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دو کلمے زبان پر آسان ہیں لیکن میزان میں بھاری ہیں اور رب تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ وہ یہ ہیں:

﴿ سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم ط ﴾

☆ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، ان کی مثال زندہ لوگوں کی سی ہے اور جو ذکرِ الٰہی نہیں کرتے وہ مُردوں کی طرح ہیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۹۱)

درود و سلام کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (احزاب:۵۶/۳۳)

اب احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں درود و سلام کی فضیلت ملاحظہ فرمائیں۔

☆ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۶)

☆ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس خطائیں معاف فرماتا ہے اور دس درجات بلند فرماتا ہے۔ (نسائی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۷)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۶)

☆ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے، اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا آپ اس بات سے خوش نہیں ہوں گے کہ آپ کا کوئی اُمتی ایک بار درود پڑھے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور کوئی ایک بار سلام پڑھے تو اس پر دس سلامتی بھیجوں۔ (نسائی، دارمی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۷)

☆ محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی درود پڑھے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں! میرے وصال کے بعد بھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا کہ وہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ہر نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ا ص ۲۸۱)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بڑا بخیل ہے وہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۹)

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، مجھ پر درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔ (نسائی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۷)

☆ رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بندہ جہاں بھی درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں! میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ (ابن ماجہ، طبرانی، جلاء الافہام، صفحہ ۶۳)

☆ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے (یعنی میری روح کی توجہ سلام بھیجنے والے کی طرف ہوجاتی ہے) اور میں اسے اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مسند احمد، ابوداود، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۷)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، میں دیگر وظائف و اذکار کے علاوہ آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ آپ یہ فرمائیں کہ میں درود کیلئے کتنا وقت مقرر کروں؟ ارشاد ہوا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کی چوتھائی حصہ۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جتنا چاہو اور اگر زیادہ وقت درود پڑھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی، نصف حصہ۔ تو فرمایا، جتنا چاہو اور اگر بڑھادو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی، دو تہائی۔ ارشاد فرمایا جتنا چاہو اور اگر بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اب میں سارا وقت درود ہی پڑھوں گا۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تو یہ تمہیں غموں سے آزاد کردے گا اور تمہارے گناہ مٹا دے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۸)

علمِ دین سیکھنے کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (فاطر ۳۵/۲۸)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ دین کا علم بندے کو خوفِ خدا کی نعمت عطا کرتا ہے۔علمِ دین حاصل کر کے ہی ہم صحیح طور پر دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔علمِ دین سیکھنے کی فضیلت پر احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، علمِ دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ا ص ۶۸)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۶۳)

☆ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک فقیہ (دین کی سمجھ رکھنے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔
(ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۶۸)

☆ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو حصول علم کیلئے گھر سے نکلے وہ جب تک واپس نہ آئے، خدا کی راہ میں رہتا ہے۔
(ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۶۸)

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔فرائض کا علم حاصل کرو اور دوسروں کو بتاؤ۔قرآن پڑھو اور دوسروں کو پڑھاؤ۔ (دارمی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۷۶)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن بھلائی کی باتیں سننے سے کبھی شکم سیر نہیں ہوتا اور اس کی انتہائی منزل جنت ہوتی ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۶۸)

☆ محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو علمِ دین سیکھنے کیلئے کسی راستے پر چلتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر گامزن کر دیتا ہے اور فرشتے طالبِ علم کی خوشنودی کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔بے شک آسمان و زمین کی تمام مخلوق اور پانی کی مچھلیاں اس کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔یقیناً عالم کی فضیلت عابد پر وہی ہے جو چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علماءِ حق انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ، ج ا ص ۶۷)

☆ غیب بتانے والے آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص میری اُمت تک پہنچانے کیلئے دینی امور کی چالیس حدیثیں یاد کرلے گا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں عالم کی حیثیت سے اُٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ رہوں گا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۶)

☆ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدِ نبوی تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک جماعت عبادت و دعا میں مشغول ہے اور ایک مجلس میں دین سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے فرمایا، یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک جماعت دوسری جماعت سے بہتر ہے۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں اور اس سے لو لگائے ہوئے ہیں۔ وہ اگر چاہے تو انہیں دے چاہے تو نہ دے لیکن جو لوگ علمِ دین سیکھنے سکھانے میں مصروف ہیں، یہ دوسروں سے افضل ہیں۔ میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں یہ فرما کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ (دارمی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۳۶)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشادِ گرامی ہے کہ علم سیکھنے سکھانے کیلئے تھوڑی رات جاگنا پوری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

دعا و استغفار کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے ربّ نے فرمایا، مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں (یعنی تکبر کرتے ہیں) عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔ (المؤمن:۴۰/۶۰)

دعائے استغفار کی فضیلت کے متعلق محبوبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ عالیہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، دعا عبادت ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۸۵)

☆ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۸۶)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، دعا ہر اس مصیبت کو دور کرتی ہے جو آئی ہو یا ابھی نہ آئی ہو۔ اے اللہ کے بندو! خود پر دعا کو لازم کرلو۔ (ترمذی، مسند احمد، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۸۶)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہئے تم جان لو اللہ تعالیٰ غافل دلوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۸۷)

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے، جس میں نہ کوئی گناہ کی بات ہوتی ہے، نہ قطع رحمی، تو اللہ تعالیٰ ایسی دعا ضرور قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یا تو دنیا ہی میں اس کی یہ دعا پوری فرماتا ہے یا اسے آخرت کیلئے ذخیرہ کردیتا ہے یا اس بندے پر آنے والی کوئی مصیبت دور کردیتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں مانگیں گے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ دینے والا ہے۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ، ج ا ص ۴۸۹)

☆ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جائے پھر مجھ پر درود و سلام بھیجا جائے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے۔ ایک شخص نے اسی طرح کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اب دعا مانگ تیری دعا قبول ہوگی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ، ج ا ص ۱۹۸)

☆ غیب بتانے والے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، بندہ جب گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرتا ہے تو وہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ج ا ص ۵۱۰)

☆ جانِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے استغفار کو اپنا معمول بنالیا ہے تو اللہ تعالٰی اس کی تمام مشکلات کو آسان فرمادیتا ہے۔ اسے ہر غم سے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج۱ص۵۱۲)

☆ آقا و مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جس کے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت ہے۔
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج۱ص۵۱۶)

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اور اس نے اللہ تعالٰی سے مغفرت مانگی اگرچہ دن میں ستر بار گناہ کا ارتکاب کیا ہو پھر بھی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ، ج۱ص۵۱۲)

دعا کی جلد قبولیت کیلئے بعض کلمات احادیثِ کریمہ میں آئے ہیں۔ وہ کلمات اور آقا و مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جامع دعائیں فقیر کی کتاب 'مسنون دعائیں' میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں صرف شبِ قدر کی دعا تحریر کی جارہی ہے۔ اس دعا کو شبِ قدر کے علاوہ دیگر مبارک راتوں میں بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس تو مجھے معاف کردے۔

(احمد، ابن ماجہ، ترمذی، مشکوٰۃ، ج۱ص۳۵۲)

نوافل کی فضیلت

رات میں عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں انہیں صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں۔ اس کی ایک قسم نمازِ تہجد ہے۔ اگر عشاء کے بعد سوکر بیدار ہوں اور نوافل پڑھیں تو وہ تہجد ہے اور اگر بغیر سوئے رات کو نوافل پڑھیں تو وہ صلوٰۃ اللیل ہے۔

☆ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، فرض نمازوں کے بعد افضل نماز نصف رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۱ص ۲۲۳)

☆ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس نے دس آیات پڑھنے کے برابر قیام کیا' اس کا نام غافلین کی فہرست میں نہیں لکھا جائے گا اور جو سو آیات کی تلاوت کے برابر قیام کرے' اس کا نام قانتین (اطاعت کرنے والے) میں لکھا جائے گا اور جس نے ہزار آیات کی تلاوت کے برابر قیام کیا' اس کا نام بکثرت سے ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ج ۱ص ۲۵۵)

☆ غیب بتانے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر نمازیں درست ہوئیں تو بندہ کامیاب ہو کر نجات پالے گا، ورنہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اگر فرائض میں کمی ہوئی تو ربّ تعالیٰ فرمائیگا دیکھو! اگر میرے بندے کے پاس نوافل ہیں تو ان سے فرائض کا نقصان پورا کرو۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ج ۱ص ۲۸۱)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل یا پریشانی پیش آتی تو آپ نماز پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ج ۱ص ۲۸۱)

☆ نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اے لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج ۱ص ۴۱۳)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اپنے اسلام لانے کا کوئی اُمید افزا عمل بتاؤ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی ہے۔ عرض کیا بظاہر تو کوئی عمل ایسا نہیں، البتہ ایک بات ایسی ہے وہ یہ کہ میں شب و روز میں جب بھی وضو کرتا ہوں اس کے بعد دو رکعت نفل (تحیۃ الوضو) حسبِ توفیق پڑھ لیتا ہوں۔

☆ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب کسی سے گناہ ہو جائے تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰ، ج ۱ص ۲۸۱)

ان مبارک راتوں میں تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور صلوٰۃ اللیل کے علاوہ نمازِ توبہ پڑھنی چاہئے۔ اس کے علاوہ اپنی حاجت روائی کیلئے نمازِ حاجت، مغفرت کیلئے نمازِ تسبیح اور اہم اُمور میں حصولِ برکت و رحمت کیلئے نمازِ استغفار پڑھنا بھی بہتر ہے۔ ذیل میں ان نمازوں کا طریقہ اور ان کی دعائیں درج کی جارہی ہیں۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نماز اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد (جبکہ دوسری رکعت میں تسمیہ سے قبل) پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط

(پورا تیسرا کلمہ پڑھنا بھی بہتر ہے) پھر تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر یہ تسبیح دس بار پڑھیں پھر رکوع میں تسبیح کے بعد دس بار، رکوع سے کھڑے ہو کر تسمیع وتحمید کے بعد دس بار، سجدہ میں تسبیح کے بعد دس بار، سجدہ سے اُٹھ کر یعنی جلسہ میں دس بار اور پھر دوسرے سجدے میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں (یوں کل تین سو (۳۰۰) تسبیحات ہوئیں)۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر ہو سکے تو یہ نماز روزانہ پڑھو، ورنہ جمعہ کے دن، اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ماہ میں ایک بار، ورنہ ایک سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار اس نماز کو ضرور پڑھو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے، نئے پرانے، قصداً یا سہواً کیے گئے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دے گا۔ (سنن ترمذی)

نمازِ استخارہ

آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دعائے استخارہ اس اہتمام سے سکھاتے جیسے قرآن کریم کی کوئی سورت ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نفل ادا کر کے یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ ط فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوْبِ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم (میں سے بعض) کا سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں کمزور ہوں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا بھی جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین و معیشت اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور آسان کر دے پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر فرما، جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔ (بخاری)

اس دعا میں ھٰذا الامر کی بجائے اپنی حاجت کا نام لیں یا اس کا تصور کریں۔ بہتر یہ ہے کہ استخارہ سات بار کریں کہ ایک حدیث میں ہے اے انس رضی اللہ عنہ! جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اپنے ربّ سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گزرا، بے شک اسی میں خیر ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ مذکورہ دعا پڑھ کر با طہارت قبلہ رو سو جائیں۔ اگر خواب میں سفید یا سبز رنگ دیکھیں تو وہ کام بہتر ہے۔ اگر سیاہی یا سرخی دیکھیں تو وہ برا ہے اس سے بچیں۔ استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری طرح جم نہ چکی ہو۔

نمازِ حاجت

رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس شخص کی اللہ تعالیٰ کی طرف یا کسی بندے کی طرف کوئی حاجت ہو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور مجھ پر درود بھیجے اور یہ دعا پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضاً اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار اور کرم فرمانے والا ہے۔ اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک۔ الٰہی! میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور تیری بخشش کے ذرائع طلب کرتا ہوں، میں ہر نیکی میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ الٰہی! میرے ہر گناہ کو معاف فرما اور میرے ہر غم کو دور کر دے۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! میری حاجت جو تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک نابینا صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحت کی دعا کیلئے عرض کی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو چاہے تو دعا کروں اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کی، حضور دعا فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا اچھی طرح وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ط يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ ط اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ط

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعے جو رحمت والے نبی ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میں حضور کے ذریعے سے اپنے ربّ کی طرف اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

جب اس نابینا صحابی نے نماز کے بعد یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے آنکھیں عطا فرمادیں جیسے وہ کبھی نابینا ہی نہ تھا۔ (حاکم، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی)